انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ تبلیغ اور عصر حاضر میں اس کی تاثیریت

The method of preaching of the Prophets (peace be upon them) and its effectiveness in the present age

Sania Khan
M.Phil Scholar, Institute of Humanities and Arts
Khawaja Fareed University of Engineering and Information Technology
Rahim Yar Khan
Email: eshamasoom48@gmail.com

Dr. Majid Rashid
Lecturer Islamic Studies, Institute of Humanities and Arts,
Khawaja Fareed University of Engineering and Information Technology
Rahim Yar Khan
Email: majid.rashid@kfueit.edu.pk

Abstract

The Holy Quran tells us the stories of many prophets who were sent by Allah to guide humanity. These prophets faced many challenges and hardships, but they never gave up. They persevered in their mission, even when it seemed hopeless. They were patient, wise, and compassionate. They taught people about the importance of faith, good deeds, and social justice. They showed the world what it means to be a true leader. In this article, some examples of the prophets' efforts and struggles of preaching is discussed. Prophet Hud (peace be upon him) was sent to the people of 'Aad. The people of 'Aad were a proud and arrogant people. They worshipped idols and rejected the message of Prophet Hud. Prophet Hud warned them about the consequences of their actions, but they refused to listen. Eventually, Allah destroyed the people of 'Ad. Prophet Saleh (peace be upon him) was sent to the Thamud. The Thamud were a people who lived in caves. They were a wealthy and powerful people, but they were also very cruel. Prophet Saleh warned them about the consequences of their actions, but they refused to listen. Eventually, Allah destroyed the Thamud. Prophet Ibrahim (peace be upon him) was sent to a society that was dominated by polytheism. Prophet Ibrahim preached the message of monotheism, but he was met with resistance. He was even thrown into a fire, but he was saved by Allah. Prophet Ibrahim continued to preach the message of monotheism, and eventually, many people came to believe in Allah. Prophet Lut (peace be upon him) was sent to a society that was plagued by homosexuality. Prophet Lut warned the people about the consequences of their actions, but they refused to listen. Eventually, Allah destroyed the city. Prophet Shuaib (peace be upon him) was sent to a society that was plagued by dishonesty and oppression. Prophet Shuaib warned the people about the consequences of their actions, but they refused to listen. Eventually, Allah destroyed the city. Prophet Musa (peace be upon him) and Haroon (peace be upon him) were sent to Egypt. The people of Egypt were ruled by a cruel pharaoh. Prophet Musa and Haroon warned the pharaoh about

the consequences of his actions, but he refused to listen. Eventually, Allah parted the Red Sea and allowed the Israelites to escape from Egypt. Prophet Yusuf (peace be upon him) was sold into slavery by his brothers. He was taken to Egypt, where he was eventually put in charge of the treasury. Prophet Yusuf used his position to help the people of Egypt during a famine. Prophet Dawood (peace be upon him) was a just and wise king. He ruled his kingdom with compassion and fairness. Prophet Dawood was also a skilled warrior. He led the Israelites to victory in many battles. Prophet Sulaiman (peace be upon him) was a wise and powerful king. He was known for his wisdom and his ability to solve problems. Prophet Sulaiman also had a gift for controlling animals. He used his gift to help the people of his kingdom. The Prophet Muhammad is an example for all of us. He showed us what it means to be a true leader. He was kind, compassionate, and wise. He never gave up, even when things were tough. He is a role model for all of us. We can all learn from his example. The Quran tells us that these prophets were all successful in their missions. They were able to guide people to the straight path and help them to live in peace and harmony. The Quran also tells us that these prophets were all rewarded by Allah for their efforts. They were granted paradise and eternal happiness. The stories of the prophets are an inspiration to us all. They show us that it is possible to overcome any challenge if we have faith in Allah and follow His guidance.

Keywords: Prophets, Guidance, Challenges, Perseverance, Leadership, Humanity

اللہ کریم نے قرآن مجید میں انبیاء سابقین کی دعوت وجدوجہد کا جو نقشہ تمام مسلمانوں کے لئے بطور نمونہ پیش کیا ہے، اس میں مسلسل دعوت کی ترغیب اور دعوت کے راستے میں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب کو ثابت قدمی کے ساتھ سہنے کے ساتھ ساتھ انسانوں کو پیش آنے والی مشکلات سے نجات دلانے میں اپنے اعلیٰ کردار ادا کرنے کو بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ کریم نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے انبیاء کرام کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا، اس کا اختتام حضرت محمد ﷺ کے ذریعے فرمایا اور آپ ﷺ کو پوری انسانیت کے لئے بطور نمونہ اور اسوہ کے طور پر پیش کیا ۔ آج کے مشکل ترین دور میں یہ بات از حد ضروری ہے کہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں آپ ﷺ کے دعوتی نمونہ کو اپنایا جائے اور اسی کے مطابق اپنی دعوت کو آگے بڑھایا جائے، تاکہ وہ انسانیت کے لئے زیادہ مفید اور کارگر ثابت ہو سکے۔

دعوت کے میدان میں اُسوہ رسول ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ساری زندگی کو تمام انسانوں کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے اور اسی اسوہ کو اپنا کر اپنی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، جس کا ذکر قران کریم کی ان آیات میں واضح انداز میں ملتا ہے:

"لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا " ﴿٢١﴾[1]

"بے شک تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے جو اللہ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید کرتا ہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو"

اسی دینِ متین کو پھیلانے کا آپ ﷺ کو قرآن کریم میں واضح انداز میں یہ حکم دیا گیا:

"يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ... ٦٧"[2]

"اے رسول ﷺ آپ کی طرف رب کی طرف سے جو پیغام اُتارا گیا ہے، اگر آپ ﷺ نے وہ پیغام ان تک نہ پہنچایا تو گویا کہ آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ، احسن انداز میں دعوت و تبلیغ کا کام سر انجام دیا، آپ ﷺ کے مقصدِ بعثت کو ربِ کریم نے عمدہ انداز میں پیش کیا:

" لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ...١٦٤ "[3]

"یقیناً اللہ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا جو ان پر قرآن کی آیات تلاوت کرتا ہے ان نفوس کا تزکیہ کرتا انہیں کتاب کی تعلیم دیتا اور انہیں حکمت سکھاتا ہے"

اس لئے آپ ﷺ نے اپنے دعوتی میدان میں انہیں اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی دعوت کے مشن کو آگے بڑھایا، ظاہری اصلاح کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے باطنی اصلاح پر توجہ مرکوز فرمائی، آپ ﷺ کے تابعدار، برگزیدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت وجود میں آئی۔ آپ ﷺ کی دعوت جس طرح اللہ کریم کی طرف سے تھی تو اسی طرح دعوت کا طریقہ کار بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ تھا، اسی بات کی تائید قرآنِ کریم آیات کثیرہ سے ہوتی ہے۔ تبلیغ دین کے ابتدائی مرحلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُمْ فَأَنذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾﴾[4]

"اٹھیے اور (لوگوں کو) ہدایت کیجئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔"

تبلیغ کے میدان میں آپ ﷺ کو اپنے عزیز و اقارب کو اللہ تعالیٰ سے ڈرانے کا حکم دیا گیا اور دعوت کا منہج بھی بیان کیا گیا:

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾﴾[5]

"اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرائیں اور جو مومن آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں ان کے ساتھ متواضع رویہ اختیار کریں اور لوگ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ میں تمہارے اعمال سے بری الذمہ ہوں"

یوسف علیہ السلام کا دعوت کا طریقہ کار:

حضرت یوسف علیہ السلام نے دوسرے خطے کے وسائل کی تقسیم اپنے اختیار میں لینے کے لئے حکمت عملی کو اپنایا:

" قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ج اِنِّي حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ - "[6]

"یوسف نے کہاملک کے خزانے میرے سپرد کر دیجئے۔ میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتاہوں۔"

اسی حکمت عملی کو حضرت یوسف علیہ السلام نے بات چیت کرتے ہوئے اختیار کیا، جس کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

" يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ٣٩ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ "[7]

"اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟ اس کے سوا تم جن کی پوجاپاٹ کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہی گھڑ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی دین درست ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اسلوب دعوت:

اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت و تبلیغ کے لئے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکمت عملی کو اختیار کیا اور جادوں گروں سے مقابلہ کچھ انداز میں کیا جو کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا:

"فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِۦ فَٱجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُۥ نَحْنُ وَلَآ أَنتَ مَكَانًا سُوًى O قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى O "[8]

"اچھاہم بھی تیرے مقابلے میں ویساہی جادو لاتے ہیں طے کرلے کب اور کہاں مقابلہ کرناہے؟ نہ ہم اس عہد سے پھریں گے نہ تم پھریو۔ کھلے میدان میں سامنے آجا۔ موسیٰؑ نے کہا: نے کہا"جشن کا دن طے ہوا، اور دن چڑھے لوگ جمع ہوں۔"

نرمی سے متعلق اللہ نے فرمایا:

" فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى "[9]

"اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہونے والی گفتگو کو کچھ اس انداز میں بیان کیا:

" فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى ٤٧ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ٤٨ قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَى ٤٩ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى ٥٠ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى ٥١ قَالَ

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ٥٢ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى ٥٣ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَى ٥٤ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ٥٥ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى "[10]

"تم اس کے پاس جا کر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیغمبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے، ان کی سزائیں موقوف کر۔ ہم تو تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اسی کے لئے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے۔ ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ جو جھٹلائے اور روگردانی کرے اس کے لئے عذاب ہے۔ فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے؟ جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت، شکل عنایت فرمائی پھر راہ سجھا دی۔ اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے۔ جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔ اسی نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا ہے اور اس میں تمہارے چلنے کے لیے راستے بنائے ہیں اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے، پھر اس برسات کی وجہ سے مختلف قسم کی پیداوار بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔ تم خود کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔ ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھا دیں لیکن پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کر دیا۔"

داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا طرزِ دعوت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے بادشاہت کو ذریعہ دعوت قرار دیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے بادشاہت کے ذریعہ دعوت دی:

" اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِي مُسْلِمِيْنَ " [11]

" میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور مسلم ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ "

دعوت انبیاء علیہم السلام سے ایک بات مترشح ہوتی ہے کہ انبیاء کرام کی دعوت کا مطمع نظر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور قول و فعل میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اُعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ " [12]

"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام باطل معبودوں سے بچو۔"

ان آیات کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر نبی نے توحید کو اپنانے اور شیطانی رستے سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام کا اسلوب دعوت:

اللہ کریم نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے اسلوب کا ایک انوکھے انداز میں بیان فرمایاہے:

" وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ "[13]

"اور اس کی قوم دوڑتی ہوئی اس کے پاس آ پہنچی، وہ تو پہلے ہی سے بدکاریوں میں مبتلا تھی، لوط علیہ السلام نے کہا اے قوم کے لوگو! یہ ہیں میری بیٹیاں جو تمہارے لئے بہت ہی پاکیزہ ہیں، اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو، کیا تم میں ایک بھی بھلا آدمی نہیں۔"

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو ترغیب وترہیب دینے کے لئے یوں فرمایا:

" فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ "[14]

"پس اگر تم روگردانی کرو تو کرو میں تو تمہیں وہ پیغام پہنچا چکا جو دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔ میرا رب تمہارے قائم مقام اور لوگوں کو کر دے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے، یقیناً میرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اسلوب دعوت:

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

(فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ١٠ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ١١ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ١٢ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا) [15]

"اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش کرے گا۔ تمہیں مال واولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ اور نہریں بنائے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا خیال نہیں کرتے"۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا۔

(قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا)(ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا)(ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا)[16]

"(نوح علیہ السلام نے) کہا اے میرے پرور گار! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے۔ پھر میں نے انہیں بآواز بلند بلایا۔ اور بے شک میں نے ان سے اعلانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی۔"

اسی طرح اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ بھیجا تو آپ موقع بہ موقع لوگوں کے پاس جانے لگے اور ان کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی دعوت دینے لگے۔

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا دعوتی منہج، ان فطری دلائل کے سبب ممتاز وجدا ہے جن کو فطرت تسلیم کرتی ہے۔ اور جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ صرف عناد و مخالفت اور تکبر و غرور میں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسلوب دعوت:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اپنی قوم کے ساتھ گفتگو۔ آپ لوگوں سے عقلی دلائل کی روشنی میں بحث و مجادلہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٧٤ وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ)[17]

"اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے؟ بے شک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔"

دعوت الیٰ اللہ کے سلسلے میں منہج انبیاء کی مخالفت سے بچیں اور افراط و تفریط جیسی جیسی گمراہوں کے منہج نہ اپنائیں۔ اسی طرح دعوت الی اللہ کے سلسلے میں جدید وسائل و ذرائع سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے کیوں کہ بعض وسائل میں کچھ ایسی سہولیات ہیں، جو داعی الی اللہ کے لیے مفید ہیں، جیسے انٹرنیٹ، موبائل اور کمپیوٹر وغیرہ۔ دشمنان اسلام کو دیکھئے، انہوں نے اپنی فضولیات اور شرکیات کو پھیلانے کے لیے کس طرح ان کا استعمال کیا ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ سب سے بہترین ہدایت، محمدی ہدایت ہے۔ سب سے خراب معاملہ، دین میں نئی بات ہے۔ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

انبیاء علیہم السلام نے جس طرح طہارت و عبادت اور معاشرت و معیشت سے متعلق ہماری رہنمائی کے لیے اپنی سنتیں چھوڑی ہیں، اسی طرح اصلاح معاشرہ، اقامت دین یا اسلامی نظام کے طریقہ قیام سے متعلق بھی اپنی نہایت واضح سنتیں چھوڑی ہیں جن کو اختیار کیے بغیر اقامت دین کے نصب العین کے لیے کوئی نتیجہ خیز کام نہیں کیا جاسکتا۔ ان سے ہٹ کر جو کوشش بھی اس مقصد کے لیے کی جائے گی، وہ بالکل بے برکت اور بے نتیجہ ثابت ہو گی۔ یہاں ہم اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ لکھنے کے لیے گنجائش نہیں رکھتے۔ صرف چند اصولی باتوں کی طرف اشارہ کریں گے جس سے فی الجملہ یہ اندازہ ہو سکے گا کہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ کار کن خاص پہلوؤں سے اہل سیاست کے طریقوں سے مختلف ہوتا ہے۔

انبیاء کرام کے منہج دعوت کے اصول:

1۔استقامت

سب سے پہلی چیز انبیاء علیہم السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کی دعوت دیتے ہوئے اس راستے میں آنے والی تکالیف کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو ساڑھے نو سو برس تک زبردست اذیتوں اور تکالیف کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن آپؑ نے ان تمام مشکلات کا مقابلہ بڑے صبر اور استقامت کے ساتھ کیا۔ صاحب بصیرت اور صاحب دانائی ہونے کے باوجود آپؑ کو دیوانہ اور مجنون کہا گیا لیکن حضرت نوح علیہ السلام اس گستاخانہ طرز عمل اور بدسلوکی سے ذرا برابر بھی دل شکستہ نہ ہوئے بلکہ تواتر کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کی دعوت دیتے رہے۔ جیسا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام طویل عرصہ تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے لیکن آپ کی قوم نہ صرف انکار کرتی رہی بلکہ لوگ آپ کا مذاق اڑاتے اور تمسخر کرتے رہتے لیکن آپ علیہ السلام نے استقامت کے ساتھ اپنے فریضے کو انجام دیتے رہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے:
"وَ یَصۡنَعُ الۡفُلۡکَ ۟ وَ کُلَّمَا مَرَّ عَلَیۡہِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِہٖ سَخِرُوۡا مِنۡہُ ؕ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡکُمۡ کَمَا تَسۡخَرُوۡنَ ﴿۳۸﴾"[18]

ترجمہ: اور وہ (نوح) کشتی بنانے لگے اور ان کی قوم کے سرداروں میں سے جو وہاں سے گزرتا وہ ان کا مذاق اڑاتا تھا، نوح نے کہا: اگر آج تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو کل ہم تمہارا اسی طرح مذاق اڑائیں گے جیسے تم مذاق اڑاتے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی مختلف طرح کی اذیتوں کا نشانہ بننا پڑا۔ حکمرانِ وقت اور بستی والوں کی مخالفت کو برداشت کرنا پڑا۔ توحید سے تعلق کی پاداش میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلتی ہوئی آگ کے اندر بھی گرایا گیا۔ لیکن آپؑ نے صبر واستقامت کے ساتھ ان آزمائشوں کا سامنا کیا اور صرف اللہ پر توکل رکھا جس کے نتیجے میں اللہ نے حکم دیا "قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ ﴿ۙ۶۹﴾"[19]

ترجمہ؛ ہم نے کہا: اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تواتر اور تسلسل کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کی دعوت دیتے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے وقت کے بااثر ترین ظالموں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ فرعون کی حکمرانی، قارون کا سرمایہ، ہامان کا منصب اور شداد کی جاگیر لوگوں کے عقائد اور سوچ و فکر پر اثر انداز ہو رہی تھی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تمام بااثر لوگوں سے متاثر اور مرعوب ہوئے بغیر بڑے تواتر کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کی دعوت دی۔[20]

انبیاء و آئمہ علیہم السلام اور داعیانِ دین کا ہدف چونکہ لوگوں کو ہدایت دینا اور ان کو راہ راست کی طرف رہنمائی کرنا ہے

تو دنیا کے جابر لوگوں پر یہ ناگوار گزرتا ہے اس لئے اگر تاریخ میں دیکھا جائے تو دنیا کے انہیں طاقتور لوگوں نے ہمیشہ ان داعیان دین کی سختی کے ساتھ مخالفت کی ہے۔ ان لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے انبیاء وائمہ ؑ کو بہت سے آزمائشوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انبیاءؑ اور آئمہ ؑ نے صبر اور استقامت کے ساتھ ان آزمائشوں کا مقابلہ کیا۔

ایمان کے درجات کے مطابق آزمائش کے بھی مراحل ہوتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔

" سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه و آله وسلم مَنْ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً فِی الدُّنْيَا ؟ فَقَالَ: النَّبِيُّوْن ثُم الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ وَ يُبْتَلَى الْمُؤْمِنُ بَعْدُ عَلَى قَدْرِ اِيمَانِهِ "[21]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا گیا: دنیا میں کن لوگوں کی کڑی آزمائش ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء کی، پھر درجہ بدرجہ، پھر مؤمن کی آزمائش اس کے ایمان کے مطابق ہو گی۔

2۔ دعوت کے اجر کا اللہ تعالیٰ سے طلب گار ہونا

انبیاء علیہم السلام اپنی دعوتی سرگرمیوں کے حوالے سے فقط اللہ تبارک وتعالیٰ سے اجر کے طلب گار رہے اور انہوں نے اس حوالے سے لوگوں سے کسی قسم کے اجر یا مال کی تمنا نہیں کی۔ چنانچہ سورہ شعراء کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرت نوح، حضرت لوط حضرت شعیب اور حضرت صالح علیہم السلام نے دعوت دین کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ بھی کہے کہ "وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚاِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"[22]

"اور نہیں میں سوال کرتا اس پر کسی اجرت کا میری اجرت فقط رب العالمین کے ذمے ہے۔"

انبیاء علیہم السلام اپنی دعوت کے بدلے دنیا والوں سے کسی قسم کے مفادات یا مال کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ہمہ وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے اجر کے امیدوار رہے۔

3۔ حکمت ودانائی

انبیاء علیہم السلام کی دعوت میں حکمت ودانائی کا پہلو بھی پورے عروج پر نظر آتا ہے۔ جس کے لئے بطور نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ استدلال پیش کرتی ہوں جس میں آپ علیہ السلام نے حکمت ودانائی کے ساتھ مخالف کے عقائد کو رد کیا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس روش تبلیغ کو اللہ نے قرآن مجید میں اللہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے؛فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚقَالَ ہٰذَا رَبِّیْ ۚفَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ *

ترجمہ؛ چنانچہ جب ابراہیم پر رات کی تاریکی چھائی تو ایک ستارہ دیکھا، کہنے لگے: یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگے: میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ ہٰذَا رَبِّیْ ۚفَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَہْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ

ترجمہ؛ پھر جب چمکتا چاند دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے اور جب چاند چھپ گیا تو بولے: اگر میرا رب میری رہنمائی نہ فرماتا تو میں بھی ضرور گمراہوں میں سے ہو جاتا۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ ہٰذَا رَبِّیۡ ہٰذَاۤ اَکۡبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ

ترجمہ؛ پھر جب سورج کو جگمگاتے ہوئے دیکھا تو بولے: یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے: اے میری قوم! جن چیزوں کو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔

اِنِّیۡ وَجَّہۡتُ وَجۡہِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ[23]

ترجمہ؛ میں نے تو اپنا رخ پوری یکسوئی سے اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب دربارِ نمرود میں گئے تو وہاں پر آپ علیہ السلام کا نمرود کے ساتھ جو مکالمہ ہوا اس موقع پر آپ علیہ السلام نے نمرود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی پہچان کرواتے ہوئے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ ایسے عالم میں نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ اس نے ایک بے گناہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ایک مجرم کو آزاد کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ نمرود لوگوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے ایسے عالم میں اس امر کا اعلان فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ وہ ہے جو سورج کو مشرق سے لے کر آتا ہے پس تُو سورج کو مغرب سے لے کر آ۔ اس موقع پر کافر کے لبوں پر چپ کی مہر لگ جاتی ہے۔[24]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بھی بیان کیا کہ آپ علیہ السلام نے بڑی حکمت اور دانائی سے اپنے عہد میں ایک علاقے کی حکمران ملکہ سباء کو عقلی دلائل کے ذریعے اس بات کو باور کروادیا کہ وہ سورج کو رب سمجھنے کی جو غلطی کر رہی ہے اس کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ جب ملکہ سباء حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے تخت کو بدل کر اس کے سامنے پیش کیا تو وہ اپنے تخت کو پہچان گئی۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اپنے محل کے ایک ایسے حصے کی طرف آنے کی دعوت دی جہاں چمکدار اور نفیس شیشے کا بنا ہوا فرش موجود تھا۔ ملکہ سباء اس شیشے کے بنے ہوئے فرش کو پانی کا بنا ہوا فرش سمجھ کر اپنی پنڈلی سے اپنے کپڑے کو اُٹھاتی ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو یہ بات کہتے ہیں: بے شک یہ شیشوں کا جڑا ہوا ایک فرش ہے اس پر ملکہ سباء اس حقیقت کو بھانپ گئی کہ وہ سورج کو رب مان کر بہت بڑی غلطی کر رہی ہے اور اس کو رب کی پہچان میں بہت بڑی ٹھوکر لگی ہے۔ اس نے اس موقع پر یہ الفاظ کہے بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں مطیع ہوئی سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کے لیے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورہ نمل کی آیت 20 سے 44 تک اللہ نے اس واقعہ کو بڑی

وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپؑ نے ملکہ سبا کو تبلیغ کے لئے وہ اسلوب اپنایا کہ جس سے نہایت آسانی کے ساتھ وہ ایمان لائی۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی حکایت کے آخر میں فرماتا ہے:

وَ صَدَّہَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّہَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ

ترجمہ؛اور سلیمان نے اسے غیر اللہ کی پرستش سے روک دیا کیونکہ پہلے وہ کافروں میں سے تھی۔

قِيْلَ لَہَا ادْخُلِى الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْہَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ۬ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[25]

ترجمہ؛ ملکہ سے کہا گیا: محل میں داخل ہو جایئے، جب اس نے محل کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہاں گہرا پانی ہے اور اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں، سلیمان نے کہا: یہ شیشے سے مرصع محل ہے، ملکہ نے کہا: میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمان کے ساتھ رب العالمین اللہ پر ایمان لاتی ہوں۔

4۔ خیر خواہی

انبیاء علیہم السلام کے اسلوب دعوت میں خیر خواہی کا عنصر بھی پورے عروج پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو دعوت دی تو اس موقع پر آپؑ نے اپنی قوم کے لوگوں کو فرمایا؛

"قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْہٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ *[26]

ترجمہ؛شعیب نے کہا: اے میری قوم! تم یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل کے ساتھ ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے بہترین رزق (نبوت) سے نوازا ہے، میں ایسا تو نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمہیں منع کروں خود اس کو کرنے لگوں میں تو حسب استطاعت فقط اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور مجھے صرف اللہ ہی سے توفیق ملتی ہے، اسی پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا؛

"بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ۬ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ"[27]

"اللہ کی طرف سے باقی ماندہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تم پر نگہبان تو نہیں ہوں۔"

5۔ نکتۂ مشترکہ کی طرف دعوت

تمام نبیوں نے لوگوں کو رائے راست پر لانے کے لئے اپنی اپنی امتوں کو پہلے نکتہ مشترکہ کی تعلیم دی ہے، جس کی شہادت قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے ملتی ہے:

"قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۭ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡہَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ "[28]

" کہدیجئے: اے اہل کتاب! اس کلمے کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بنائیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، پس اگر نہ مانیں تو ان سے کہدیجئے: گواہ رہو ہم تو مسلم ہیں۔"

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں اور اہلِ کتاب کے امور ثلاثہ مشترکہ کو بیان کیا گیا ہے:

1۔ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ: پہلا مشترک امر جو اس آیت کریمہ میں ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ سارے مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اس اسی بات کا ذکر قرآن کریم میں متعدد آیات کریمہ میں ملتا ہے، نیز قرآن کریم میں اس بات کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر مشرکین سے بھی پوچھا جائے کہ اس زمین و آسمان کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ سورج اور چاند کس نے بنایا ہے، تو یہ لوگ اپنی زبانوں سے اللہ تعالیٰ ہی کہیں گے:

"وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ۚ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ "[29]

"اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو ضرور کہیں گے: اللہ نے، تو پھر یہ کہاں الٹے جارہے ہیں؟"

2۔ وَ لَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا: دوسرا مشترک امر جس کی اس آیت مبارکہ میں ترغیب دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

3۔ وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ: تیسرا امر مشترک جس کی آیت کریمہ میں ترغیب دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں۔

6۔ قول اور عمل کا توافق

اگر ہم انبیاء کرام کی دعوت کے طریقہ کار پر نظر ڈالیں تو یہ بات ہمارے لئے عیاں ہوتی ہے کہ کسی بھی نبی کے قول و فعل میں ہمیں تضاد نظر نہیں آتا، بلکہ ہر نبی نے جو بھی فرمایا ہے پھر اس کے مطابق عمل کرکے دیکھایا ہے تاکہ کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے اور ان کی دعوت و تبلیغ ایک مؤثر انداز میں اُمتیوں کے سامنے آسکے۔

عصر حاضر اور تبلیغ دین:

عصر حاضر میں تبلیغ دین کی اہمیت پہلے سارے ادوار سے زیادہ ہے، اس لئے کہ اسلام ایک دائمی دین ہے، انسانوں کی

ہدایت کا واحد راستہ اسلام ہی ہے۔ کتاب و سنت میں اس سلسلے میں اس قدر تاکیدی احکام موجود ہیں کہ فریضہ دین کی اشاعت و تبلیغ کی ذمہ داری سے کوئی شخص بری نہیں ہو سکتا۔ یہ افراد کی ذمہ داری بھی ہے[30] اور اسلامی حکومتوں کا فرض بھی کہ وہ اشاعت دین کا اہتمام کریں۔[31]

عصر حاضر میں ہمارے ہاں ایک طبقہ کے نگاہ میں افراد سازی کے لیے "سیاست" سے بالکل قطع تعلق ہونا ہی تبلیغ ہے اور دوسری جانب تبلیغ پر سیاست غالب ہے ان دونوں میں اعتدال کی راہ ہی حقیقی دعوتی انداز ہو گا۔

در اصل علماء ہی داعی الی اللہ ہیں، اور دعوت کی زمامِ قیادت عملاً انہی کے ہاتھ میں ہونی چاہیے۔ کیونکہ وہی امت کے رہنما اور اہل حل و عقد ہیں، اور امت کے دیگر افراد ان کے تابع ہیں۔

تاہم اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ علماء کے علاوہ کوئی اور دعوتی کاز میں حصہ لینے کا مجاز نہیں۔ بلکہ (جیسا کہ اس سے پہلے بھی اس بات کی طرف اشارہ گزر چکا ہے) ہر مسلمان کو اپنی وسعت و طاقت کے مطابق، اپنے اپنے دائرہ میں، بصیرت اور علماء کی تبعیت کی شرط کے ساتھ دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے کا شرعی حق ہے۔ یہاں مقصود اس بات کی وضاحت ہے کہ دعوت کی قیادت کا ہر اول دستہ علماء کی جماعت کی شکل میں ہو، اور لازمی طور پر ہم علماء ہی کو اپنا رہنما بنائیں، وہی ہمارے دعوتی کاز کے سر خیل ہوں، وہی اس میدان میں مرجع خلائق ہوں۔ اور انہی کے زیر اہتمام دعوتی ایجنڈے اور پروگرام طے کیے جائیں۔

علماء کی تبعیت اور قیادت کی شرط از بس ضروری ہے، جسطرح علماء کرام نے دعوتِ دین میں انبیاء کرام علیہم السلام کے اسلوب کا اپنایا ہے تو ہمیں بھی اسی اسلوب کو اپنے کی ضرورت ہے۔ علماء ربانیین سے علیٰحد گی اور چند مخصوص رنگ کی فکری و ثقافتی کتابوں اور سطحی لٹریچر کو مرجع بنا لینے کے نتیجے میں کچھ ایسے دعوتی افکار و نظریات ابھر کر سامنے آئے جن میں عقیدہ و منہج سلف اور پیغمبرانہ اسلوبِ دعوت کو ذرا بھی در خور اعتناء نہ سمجھا گیا۔ اور بظاہر چند خوشنما نعروں کی آڑ میں ان افکار و نظریات کا صور ایسی بلند آہنگی کے ساتھ پھونکا گیا اور لوگوں کے دلوں میں ان کی تخم ریزی ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ کی گئی کہ کم علم اور محدود مطالعہ کے حامل لوگ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جس کے نتیجے میں خارجیت زدہ ایسی زہر آلود فصل اور منہجی افلاس و فکری دیوالیہ پن کا شکار ایسی انتہاء پسند نسل تیار ہوئی جس نے امت کو ایک لامتناہی سلسلہء مسائل کے مہیب غار میں ڈھکیل دیا۔

دعوتی کاز سے منسلک حضرات، بالخصوص وہ لوگ جو امت کی خیر خواہی کے جذبہ کے تحت دعوتی قیادت کی باگ ڈور سنبھالنے کا شوق رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ لازمی طور پر شرعی علوم میں دستگاہ حاصل کریں، تفقہ فی الدین کو اپنا شیوہ بنائیں، اور دعوت کے اصول و ضوابط سے آگاہی و آشنائی حاصل کریں۔ دعوتی کاز میں انتہا پسندی، سطحیت اور انقلابیت

زدہ ذہنیت کے بجائے اعتدال ووسطیت اور انبیائی اسلوبِ دعوت کو اپنا نقطہ ءارتکاز اور مبدا ٔ آغاز بنائیں۔ نیز تبلیغ کے لئے مفید جتنے آلات تبلیغ ہیں، جسطرح انٹرنیٹ، ریڈیو، میڈیا وغیرہ ہے ان تمام آلات سے تبلیغ میں فائدہ اٹھانا، شرعی حدود میں رہ کر اس کی بھی اجازت ہے، تاکہ تبلیغ کا جو عظیم الشان کام ہے اس کو اعلیٰ طریقے سے سرانجام دیا جائے۔

خلاصہ کلام:

اس ساری تحقیق سے اور عصر حاضر کے حالات کو نظر میں رکھ کر عصر حاضر میں تبلیغ کے مناہج اور انبیاء کرام کی تبلیغ سے چند باتیں ہمارے سامنے مرشح ہوتی ہے:

1. انبیاء کرام کے تبلیغ کے منہج جس طرح ان کے ادوار میں مفید تھا، آج بھی وہ طریقے اتنے ہی مفید ہیں۔
2. جدید آلات تبلیغ جو شریعت کے منافی نہ ہو ان سے بھی استفادہ کیا جائے۔
3. تبلیغ کو مقصد حیات بنایا جائے۔
4. تبلیغ کے رستے میں پیش آنے والوں تکالیف کو صبر سے برداشت کیا جائے۔
5. مبلغ کا مطمع نظر دنیا کی عزت وجاہ نہ ہو بلکہ رضا الٰہی ہی مطلوب ہو۔
6. مبلغ کو خير الناس من ينفع الناس کا مصداق ہونا چاہیے۔
7. حکمت عملی مبلغ کی ذات کا جزو لا ینفک ہونا چاہیے۔
8. مبلغ کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔
9. مبلغ کا جدید آلات تبلیغ اور ان کے طریقہ استعمال سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔
10. مبلغ کو انبیاء کرام کی سیرت کا تفصیلی علم ہونا چاہیے۔

حوالہ جات

[1] سورۃ الأحزاب:21

[2] سورۃ المائدۃ:67

[3] سورہ آل عمران:164

[4] سورۃ المدثر74:3،2

[5] سورۃ الشعراء26:214تا216

[6] سورہ یوسف 55:12

[7] سورہ یوسف 12:39-40

[8] سورہ طٰہٰ 20:57،58

[9] سورہ طہ 44:20

[10] طہ: 47-56

[11] سورۃ النحل 31:16

[12] سورۃ النحل 36:16

[13] سورہ ھود 78:11

[14] سورہ ھود 57:11

[15] سورہ نوح 71:10-13

[16] نوح 9:71

[17] سورۃ الأنعام 6:74-75

[18] سورہ ہود 38:11

[19] سورہ انبیاء 69:21

[20] تاریخ طبری ج 1 ص 198

[21] اصول کافی ج 2 ص 252

[22] سورہ شعراء 209:26

[23] سورہ انعام 6:76-79

[24] تاریخ طبری ج 1 ص 192

[25] سورہ نمل آیت 43-44

[26] سورہ ھود 88:11

[27] سورہ ھود 86:11

[28] سورہ آل عمران 64:3

[29] سورہ العنکبوت 61:29

[30] سورہ آل عمران 3:110۔104

[31] سورۃ الحج 41:22